روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹۰
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۷۷ جمعرات ۲۵ - شوال ۱۴۱۴ھ ۷- شہادت ۱۳۷۳ ہش ۷- اپریل ۱۹۹۴ء

متقی پر خدا کی تجلی ہوتی ہے

تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے- وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصّہ نہ ہو- ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے- خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اللہ کے فضل سے یورپ میں احمدی ہونے کا رجحان بڑا تیز ہے

گذشتہ دس سال میں جتنے احمدی یورپ میں ہوئے اس سے زیادہ ایک سال میں صرف بوسنین احمدی ہو گئے

سیدنا حضرت امام جماعت الرابع کے "ملاقات" پروگرام میں بموجب ۲۸- مارچ بوسنین احباب و خواتین سے ملاقات میں فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: ۲۸- مارچ- سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے احمدیہ ٹیلی ویژن پر اپنے روزانہ کے لائیو پروگرام ملاقات میں آج بوسنین احمدیوں کے ایک گروپ سے ملاقات فرمائی- اس گروپ میں بوسنین احمدی مرد عورتیں اور بچے شامل تھے- حضرت صاحب کے تشریف لانے کے بعد بوسنین مہمان تشریف لائے تو جگہ تنگ ہو گئی- چنانچہ حضرت صاحب اپنے مہمانوں کی محبت و احترام میں اپنی کرسی سے نیچے اتر کر فرش پر تشریف فرما ہو گئے- مرد مہمان اور بچے بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہی نیچے بیٹھے جبکہ خواتین کرسیوں پر تشریف فرما ہوئیں-

حضرت صاحب نے گفتگو کے آغاز میں اس خوبصورت اور معصوم صورت بوسنین بچے سے کلام فرمایا جو اس سے پہلے حضرت صاحب کے ساتھ کئی پروگراموں میں شامل ہو چکا ہے- حضرت صاحب نے والہانہ انداز میں بازو کھول کر اس بچے کا استقبال فرمایا اور فرمایا کہ آپ ساری دنیا میں سب سے زیادہ مقبول بوسنین بچہ ہیں- لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اب آپ کہاں ہیں کیونکہ آپ کئی دن سے نظر نہیں آئے-

حضرت صاحب نے سوال فرمایا کہ آج کے مہمان سب احمدی ہیں یا دیگر لوگ بھی ان میں شامل ہیں اس پر حضرت صاحب کو بتایا گیا کہ آج کے سارے مہمان احمدی بوسنین ہیں-

حضرت صاحب نے دوبارہ فرمایا میں اس بچے سے کہہ رہا تھا کہ مجھے خطوط، فیکسز اور ٹیلی فون مل رہے ہیں جن میں اس بچے کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے-

حضرت صاحب کے انگریزی میں بیان کردہ ارشادات کا ترجمہ جو احمدی بوسنین خاتون کر رہی تھیں یہ ان کا بچہ ہے- حضرت صاحب نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آپ کا بیٹا ہے اس لئے شرمائیں نہیں میری بات کا بوسنین زبان میں ترجمہ کر کے بتائیں- وہ خاتون بولیں مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے منہ سے اپنے بیٹے کا ذکر کروں اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں- آپ ضرور میری بات دوہرائیں چنانچہ اس خاتون نے حضرت صاحب کے ارشادات کا بوسنین زبان میں ترجمہ کیا-

حضرت صاحب نے فرمایا کل رات مجھے ایک خط ملا ہے جو کہ اس بچے کے بارے میں تھا- اس میں لکھا تھا کہ یہ بچہ اتنا پیارا ہے اور اتنا مخلص لگتا ہے کہ ہمارا دل کرتا ہے کہ اسے دوبارہ دیکھیں- حضرت صاحب نے فرمایا پاکستان سے میرے ایک کزن کا بھی خط آیا ہے یہاں ہر کوئی اس بچے کو دیکھنا چاہتا ہے-

بوسنین بچوں سے تعارف حاصل کرتے ہوئے حضرت صاحب ایک بھولی بھالی خوبصورت بچی سے مخاطب ہوئے اور اسے فرمایا امیرہ بی بی آپ کا کیا حال ہے- آپ خوش ہیں؟ آپ بوسنیا سے کب آئے ہیں؟

حضرت صاحب کو بتایا گیا کہ یہ فیملی جن کے والدین بھی ملاقات میں شامل تھے چھ ماہ قبل بوسنیا سے یہاں پہنچی ہے اس بچی کے چھوٹے بھائی کا نام امیر ہے- حضرت صاحب نے اسے فرمایا امیر میاں! یہاں آئیں- فرمایا یہ بہت پیارا بچہ ہے- اس مرحلے پر حضرت صاحب نے اپنے عملے سے فرمایا کہ میرے دفتر سے جا کر چاکلیٹ لے آئیں- بعد ازاں پروگرام کے دوران حضرت صاحب نے بچوں اور بڑوں میں بھی چاکلیٹ تقسیم فرمائی-

حضرت صاحب نے بوسنین مہمانوں سے فرمایا کہ آپ میں سے کوئی' بوسنیا کا کوئی گیت سنائیں- چنانچہ خاتون ترجمان نے وطن کی محبت پر مبنی ایک لوک گیت سنایا جس میں وطن کی محبت کا بڑا جذباتی اور خوبصورت اظہار تھا- اور وطن کی خاطر جان دینے کا عہد کیا گیا تھا-

حضرت صاحب اس گیت کو سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا بہت ہی دل دکھانے

باقی صفحہ ۶ پر

ایم بی بی ایس میں کامیابی

○ خاکسار کی سب سے بڑی پوتی عزیزہ نبیلہ شازیہ سیفی بنت عزیزم مکرم ظفر اقبال سیفی کراچی نے امسال خدا کے فضل سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا ہے اور اب ہاؤس جاب کر رہی ہے- عزیزم مکرم ظفر اقبال سیفی بینکرز ایکوئٹی میں ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ ہیں- احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ عزیزہ کو انسانیت کی مقبول خدمت کا موقع ملے-

(نسیم سیفی)

تقریب نکاح و شادی

○ مکرم بشیر احمد صاحب شاہد ابن حکیم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ احمدیہ ساکن ۲۹/۷ دارالرحمت غربی ربوہ کا نکاح بہمراہ محترمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ بنت ٹھیکیدار مرزا عبدالحق صاحب ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ کا اعلان محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۹۴-۱-۱۴ جمعہ کے خطبہ سے قبل بیت الاقصیٰ میں مبلغ =/۳۰۰۰۰ روپے حق مہر پر کیا اور مورخہ ۹۴-۱-۲۰ کو تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی- تقریب رخصتانہ سے قبل مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی-

مورخہ ۹۴-۱-۲۱ حکیم نذیر احمد صاحب ریحان کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا- جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے- اس موقع پر مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے دعا کرائی-

احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے-

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

روزنامہ **الفضل** ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ		قیمت دو روپیہ

۷ - شہادت ۱۳۷۳ھش

۷ - اپریل ۱۹۹۴ء

یوں لگتا ہے

یہ کس شہر کی بات ہے کسی بھی شہر کی بات ہو سکتی ہے اور ہر شہر کی بھی بات ہو سکتی ہے- بات یہ ہے کہ زید اپنے گھر سے نکلا- بازار جا رہا تھا کسی شخص نے سوچا یوں لگتا ہے اس نے چوری کی ہے- وہ تھانے پہنچ گیا- تھانے میں ایف آئی آر کٹوا دی- اب اس کی گرفتاری کے لئے چھاپے پڑنے لگے- قبل از وقت معلوم ہو گیا کہ یہ عمل جاری ہے وہ چھپ چھپا گیا- اور اس کے کسی دوست نے ایف آئی آر کی نقل لی اور ضمانت قبل از گرفتاری کروالی- ضمانت کے بعد اسے مچلکے دینے تھے- شامل تفتیش ہونا تھا- اور اس کے بعد پھر مقررہ تاریخ پر ضمانت کی توثیق کے لئے جانا تھا- ضمانت کی توثیق بھی ہو گئی- پھر وہ ادھر ادھر گھوم رہا تھا- ایک دکان میں داخل ہوا- باہر نکلا تو اسے تو اس بات کا پتہ ہی نہیں چلا کہ وہی شخص جس نے پہلے ایف آئی آر کٹوائی تھی وہ کہیں پاس ہی موجود تھا اس نے پھر سوچا یوں لگتا ہے اس نے چوری کی ہے وہ پھر تھانے چلا گیا اور ایک اور ایف آئی آر کٹوا دی اب پھر گرفتاری کا عمل جاری ہو گیا- اسے ادھر ادھر تلاش کیا جانے لگا- پہلے کی طرح اب بھی وہ کہیں چھپ گیا اور اس کے ایک دوست نے ایف آئی آر کی نقل حاصل کر لی پھر ضمانت ہوئی پھر مچلکے دیئے پھر شامل تفتیش ہوا پھر اس کے بعد ضمانت کی توثیق کے لئے گیا ضمانت کی توثیق بھی ہو گئی- پھر آکر اس نے مچلکے دیئے- لیکن اس سارے عمل کے بعد اسے یہ محسوس ہوا کہ وہ کھلے بندوں چل پھر سکتا ہے- ایک دن وہ لائبریری چلا گیا- لائبریری میں کچھ وقت صرف کرنے کے بعد جب باہر نکلا تو پھر اسی شخص سے اس کا آمنا سامنا ہو گیا- جس نے پہلے دو دفعہ ایف آئی آر کٹوائی تھی- اسے تو اب بھی معلوم نہ تھا اس نے ایف آئی آر کٹوائی ہے- وہ پھر تھانے چلا گیا- تھانے میں پھر ایف آئی آر کٹ گئی اور پھر وہی گرفتاری کا عمل جاری ہو گیا- حسب معمول اس کے ایک دوست نے ایف آئی آر حاصل کر کے اس کی ضمانت کروا دی' مچلکے دیئے' شامل تفتیش ہوا اور پھر ضمانت کی توثیق کے لئے گیا- ضمانت کی توثیق بھی ہو گئی- پھر آ کے مچلکے دیئے-

جس شخص نے تینوں دفعہ ایف آئی آر کٹوائی تھی وہ تو کھلے بندوں پھرتا رہا- اپنے کاروبار زندگی میں مصروف رہا- اسے ایف آئی آر کٹوانے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی کسی پریشانی کا احساس نہیں ہوا- نہ وہ کہیں گیا نہ کہیں سے آیا- لیکن اب اس شخص کی ماتحت عدالت میں پیشیاں پڑنے لگیں- ہر پندرہ دن کے بعد ایک پیشی' ہر پندرہ دن کے بعد ایک پیشی' پیشیاں بھگت بھگت کر یہ حیران ہو گیا- بہت پریشان ہوا لیکن اس کا کوئی حل نہیں تھا- نہ مقدمہ چلتا تھا نہ فیصلہ ہوتا تھا- بار بار اسے کچہری میں جانا پڑتا تھا اور سارا دن وہاں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر وقت گذارنا پڑتا جو مجرم تھے ان میں سے بعض ملزم تھے اور بعض مجرم جن کو ہتھکڑی لگا کر جیل سے لایا جاتا تھا کہ ان کی ایک اور پیشی ہے یہ سب کچھ دیکھ کر خیال یہ پیدا ہوا کہ کیا جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ چوری کا سدباب ہے کیا اس طرح مقصد یہ ہے کہ چوری رک جائے اور کیا اس طرح چوری رک جائے گی یا کیا اس کا یہ مقصد ہے کہ ایک شخص کو بلاوجہ ہراساں کیا جائے اور ہراساں کرنے کے ذمہ دار لوگ اپنے اپنے کاروبار زندگی میں حسب معمول مصروف رہیں اور جیسے گھوڑے بیچ کر سو رہے ہوں سوتے رہیں- انہیں کسی بات پر نہ بلایا جائے نہ پوچھا جائے اور اس ایک شخص کو ہر طرح سے مصیبت میں پڑا رہنے دیا جائے-

یہ زید ہے کون؟ یہ آپ کا بھی نام ہو سکتا ہے اور میرا بھی نام ہو سکتا ہے- آپ بھی اس چکی میں پس سکتے ہیں اور میں بھی اس چکی میں پس سکتا ہوں- سارا چکر اس بنیاد پر قائم ہوا کہ یوں لگتا ہے کہ اس نے چوری کی ہے- یوں لگتا ہے....... تو کوئی یقینی بات نہیں ہوتی- یا تو ثابت کیا جائے- اگر ثابت نہیں کیا جا سکا تو بار بار اس کے خلاف ایف آئی آر کٹوا کر اسے تنگ کرنے کا کیا مقصد ہے-

کیا اسی کا نام اصلاح معاشرہ ہے- کیا اس سے چوریاں رک سکتی ہیں- اور کیا نہ ہونے والی چوریوں کا اسطرح کسی پر الزام لگا کر کسی کو پریشان کرنے کا نام انسانیت ہے- ہرگز نہیں- ہرگز نہیں- یہ بات کہ...... یوں لگتا ہے....... ختم ہونی چاہیے- یہ انسانیت کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے- یہ بنیادی انسانی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والی بات ہے- اور کون نہیں جانتا کہ آج یہ ڈاکہ کس کس پر ڈالا جا رہا ہے اور کس کس طرح لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے-

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے-

ہم کسی کے ہاتھ آ سکتے نہیں
خاص کر ان کے جو کج رفتار ہیں
اپنے کمتر سے کوئی پٹتا نہیں
اور ہم تو صاحب کردار ہیں

ابوالاقبال

جو درد مجھے ہجر کی چوکھٹ سے مِلا ہے
وہ "درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے"

جس حال میں تُو رکھے وہی حال بھلا ہے
درکار مجھے تیری فقط تیری رضا ہے

کیسی ہے طلب جس نے خدا سے یہ کہا ہے
"کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے"

لگتا ہے ہمالہ بھی ہمیں رائی برابر
وہ حوصلہ اس کی ہمیں باتوں نے دیا ہے

"کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیرو!
دن رات تمہیں ہم نے بہت یاد کیا ہے

ہم ساتھ تمہارے نہ تھے پابندِ سلاسل
ہر لمحہ مگر ہجر کی سُولی پہ کٹا ہے

تم نے دیا عنوان نیا صبر و رضا کو
اور عشق کی دنیا میں نیا رنگ بھرا ہے

دیتا ہے مبارک تمہیں ہر پیر و جواں آج
اعزاز میں تقریب محبت یہ بپا ہے

اس بزم کے شہ بالا ہو تم دُولہا بھی تم ہو
ہر شخص تمہاری ہی طرف دیکھ رہا ہے

کیا کام تجھے دنیا کے معبودوں سے عابد
تیرا تو سہارا ترا محبوب خدا ہے

لئیق عابد

ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کا مرکز
نن سپیٹ اور بیت النور

نن سپیٹ (ہالینڈ) ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۴ء سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ہالینڈ کے دورہ کی خبر دینے کے ساتھ احمدیہ ٹیلی ویژن پر ۳۱ مارچ ۱۹۹۴ء کو ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں بھی مختصراً بتایا گیا۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اناؤنسر مکرم نصیر احمد صاحب طاہر نے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے پروگرام ملاقات سے قبل بتایا کہ ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کے دو مشن ہیں۔ ایک دی ہیگ میں جو ہالینڈ کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے اور دوسرا ہالینڈ کے مرکز میں واقع علاقے نن سپیٹ میں۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈیم سے ۹۰ کلو میٹر جنوب کی طرف واقع ہے۔ یہ بڑا خوبصورت مقام ہے۔ مشن ہاؤس بہت اچھی جگہ واقع ہے۔ رہائش گاہ کا وسیع انتظام ہے۔ مشن کے گردونواح میں بڑے بڑے جنگلات ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ آج کے اس دور میں ہالینڈ کی اس جیسی خوبصورت جگہ میں احمدیہ جماعت کا مشن قائم ہے۔

حضرت صاحب کے پروگرام ملاقات کے بعد مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ نے ہالینڈ کے مشن کا مختصر تعارف کروایا۔ انہوں نے بتایا کہ نومبر ۱۹۸۴ء میں جب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ہالینڈ کے دورے پر تشریف لائے تو آپ نے دی ہیگ کے مشن میں قیام فرمایا۔ آپ نے اسی روز ڈچ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ بیت المبارک (ہالینڈ) بہت چھوٹی ہو گئی ہے لہٰذا اب جماعت کو ایک بڑا اسنٹر ڈھونڈنا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے آٹھ علاقوں میں مختلف بڑی بڑی عمارتیں دیکھیں اور سب اراکین کمیٹی نے متفقہ طور پر نن سپیٹ کی موجودہ عمارت کو جماعت ہالینڈ کے مرکز کے لئے مناسب سمجھا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں اس کے خریدے جانے کے لئے سفارش کی۔ اس وقت یہ جگہ مع تعمیر شدہ عمارات کے جماعت کو ۳ لاکھ پاؤنڈ میں ملی۔

مکرم حامد کریم صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب پہلی بار اس عمارت کو اور اس میں واقع بیت النور کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے عمارت کا معائنہ کرنے کے بعد بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ کسی نے کہا کہ یہ عمارت فسٹ کلاس ہے۔ حضرت صاحب نے جواباً فرمایا فسٹ کلاس نہیں۔ یہ تو ٹاپ کلاس ہے۔

اس جگہ پر قائم شدہ بلڈنگوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مکرم حامد کریم صاحب نے بتایا کہ اس میں تین عمارات اے' بی اور سی ہیں۔ ایک اور بنگلہ ہے۔ اے بلڈنگ میں بیت الذکر کا ہال' دفتر اور کچن ہے۔ اس کچن میں ہزاروں افراد کا کھانا بیک وقت تیار کرنے کے وسیع انتظامات ہیں۔ اس میں پہلی اور دوسری منزل پر ۲۲ رہائشی کمرے ہیں۔ بی بلڈنگ میں لجنہ کا بڑا ہال ہے۔ چھ بڑے بڑے کمرے ہیں اور کچن ہے۔ سی بلڈنگ میں آٹھ بڑے کمرے ہیں یہ بلڈنگ دفتر کے طور پر استعمال ہوتی ہے اس کے علاوہ ایک رہائشی بنگلہ ہے۔ نن سپیٹ کا یہ مرکز ڈیڑھ ایکڑ جگہ پر مشتمل ہے۔ نن سپیٹ گاؤں کی آبادی ۳۰ ہزار ہے جو پروٹسٹنٹ عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ اطراف میں چیل کے جنگلات اور جھیلیں ہیں اور گرمیوں میں بہت سے سیاح اس خوبصورت مقام کی سیاحت کے لئے آتے رہتے ہیں۔

★☆★☆★

فرید احمد تبسم

صدپارہ جھیل (سکردو)

صدپارہ جھیل سکردو سے ۱۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر جنوب کی جانب سطح سمندر سے ۱۵۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ جھیل ایک پیالی کی شکل کی مانند ہے۔ جو ایک کلو میٹر لمبی اور ۳/۴ کلو میٹر چوڑی ہے۔

سکردو میں تشریف لانے والے سیاح حضرات کی سیر ادھوری رہتی ہے۔ جب تک وہ اس جھیل کا نظارہ نہ کرلیں۔ موسم سرما میں چاروں اطراف پہاڑ برف سے ڈھک جاتے ہیں۔ موسم گرما میں یہی برف پگھل کر اس جھیل کے سرمایہ آب میں اضافہ کا موجب بنتی ہے۔

جھیل کے درمیانی حصہ میں ایک چھوٹا سا جزیرہ واقع ہے۔ اس جزیرہ پر ایک قدیمی ریسٹ ہاؤس ہے۔ جس کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ اس جزیرے تک پہنچنے کے صرف دو ذریعے ہیں۔ ایک ذریعہ تو کشتی ہے اور دوسرا ذریعہ رسے کے ساتھ چلنے والی ڈولی ہے۔ اس ڈولی کا تعلق رسے کے ساتھ ایک مضبوط چرخی کے ذریعے سے ہے اس میں ایک وقت میں ایک آدمی بیٹھ سکتا ہے۔ ہاتھوں کی مدد سے رسہ کو کھینچتا ہوا آدمی جزیرہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ جزیرہ تک جانے کا مفت ذریعہ ہے جب کہ کشتی کے ذریعہ سے جزیرہ تک پہنچنے کیلئے روپوں کے بغیر پہنچنا مشکل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ جھیل بہت زیادہ گہری ہے جس کی وجہ سے آج تک اس کی گہرائی ناپی نہیں جاسکی۔ جھیل کے کنارے پر سڑک کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت ریسٹ ہاؤس ہے۔ جو پہلے ناردرن ایریاز ورکس آرگنائزیشن کے زیر انتظام تھا۔ اب یہ ادارہ ترقیات سیاحت PTDC کے سپرد ہے۔ یہ جھیل نہ صرف تفریح گاہ ہے بلکہ پورے سکردو اور اس کے نواح کی بستیوں ان کے کھیتوں' درختوں اور باغوں کی سرسبزی و شادابی کی ضامن ہے۔ اور یہی وہ جھیل ہے جسے اس کی بلند سطح سے کاٹ کر آبشار کی شکل میں ڈھال کر پن بجلی پیدا کی گئی ہے۔ یہ بجلی سکردو کے گھروں' سرکاری دفاتر' فوجی دفاتر اور بارکوں کو روشنی بہم پہنچاتی ہے۔

اس جھیل کے بائیں جانب اوپر کی طرف ایک بڑی چٹان کو سہارا بناکر ایک دیوار ۲۰ فٹ کا چکر کھا کر پہاڑ تک چڑھتی ہے۔ یہ دیوار کشمیر کی جانب سے حملہ آوروں سے بچاؤ کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس جھیل پر مقپون خاندان کے ایک بادشاہ علی شیر خان انچن نے ایک بند باندھا تھا جس کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ یہ آثار ایک تو جھیل سے نکلنے والی ندی کے دائیں کنارے پر چھوٹے سے لکڑی کے پل سے کوئی ۱۵ فٹ کے فاصلہ پر شکستہ دیوار کی صورت میں موجود ہیں۔ جو چھوٹے بڑے پتھروں کو سرخ چونے سے جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ یہ دیوار کوئی دس فٹ اونچی اور چار فٹ چوڑی ہے۔ دوسرے آثار پل کے شکستہ پاؤں کا کام دے رہے ہیں۔ یہ جھیل سکردو کی ان جھیلوں میں سے ایک ہے جو اپنے قدرتی حسن کے ساتھ سیاح حضرات کے لئے ایک حسین تفریح گاہ ہے۔ اور ہر ایک کو دعوت دے رہی ہے کہ تشریف لائیں اور خدا کی قدرت کے نظارے کرتے ہوئے اس کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں۔

★☆★☆★

تحریک وقف نو کی برکات

مکرمہ و محترمہ ناصرہ پروین صاحب دارالبرکات ربوہ سے لکھتی ہیں:۔

"میری شادی کو دس سال ہو چکے تھے مگر کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے لاہور میں ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے علاج شروع کروایا۔ ایک سال تک علاج کے بعد اس نے کہہ دیا کہ میں نے بہت علاج کیا ہے مگر تمہارے ہاں اولاد کا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ اس کے چند ماہ بعد میرے خاوند کی ملازمت کے سلسلے میں چنیوٹ ٹرانسفر ہو گئی میں نے وہی ٹیسٹوں کے رزلٹ وغیرہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کو دکھائے اور علاج شروع کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ علاج کے دوران حضور کو باقاعدگی سے خط لکھوں گی۔ دعا کروں گی۔ صدقہ دونگی اور تحریک وقف نو میں شمولیت کی نیت ضرور کروں گی۔ میں نے فوراً نیت کرلی اور علاج کے دو تین ماہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے مجھ پر اپنا فضل کر دیا۔ میں نے وقف نو کی شمولیت کے لئے پیارے آقا کی خدمت میں خط بھی لکھا۔ جس کا جواب وقف کی منظوری کی شکل میں اگست میں آ گیا۔ اور مباہل احمد دسمبر میں پیدا ہوا۔ اس کا نام بھی پیارے آقا کی طرف سے اس کی پیدائش سے ۱۵ دن پہلے پہنچ گیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے حضور کی دعاؤں اور تحریک وقف نو کی بدولت شادی کے بارہ سال بعد مباہل احمد عطا کیا۔ جس کی پیدائش تحریک وقف نو کی برکت بن گئی"۔

★☆★☆★

مکرم ریاض محمود صاحب باجوہ انچارج شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ سے لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو پہلے اور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ دونوں بچے فاطمہ ہسپتال سرگودھا میں آپریشن سے ہوئے اس کے بعد دس سال سے کوئی اولاد نہ تھی۔

جب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف نو کی تحریک فرمائی تو خاکسار نے پیارے آقا کی خدمت میں اس نیک خواہش کے ساتھ خط لکھا کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ دلی تمنا یہ بھی تھی کہ خدا

باقی صفحہ ۶ پر

انجیل پر ایک نئی تحقیق

بائیبل یا انجیل عیسائیت کی تعلیمات کے لئے بنیاد فراہم کرنے والی ایک ایسی کتاب ہے جس کے ماننے والے اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ تصور کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ یہ کتاب انسانی دست برد سے بھی محفوظ نہیں رہی ہے۔ اصل کتابیں اگر واقعی کسی زمانہ میں تھیں تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی آتی رہی ہے۔ اور وہ محرف و مبدل ہو چکی ہیں۔ خود بائبل پر تحقیق کرنے والے عیسائی محققین اس کے بارہ میں نئی نئی تحقیقات اور نئے انکشافات کرتے رہتے ہیں۔ ایسی ہی ایک تحقیق عیسائی محققین کے ایک گروپ جیز ز سیمینار (Jesus Seminar) نے چاروں اناجیل متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے علاوہ توما کی انجیل پر بھی کی ہے۔ اور یہ تحقیق جس کتاب میں شائع کی گئی ہے اس کا نام ہے۔

"The five Gospels: What did Jesus really say"

یعنی پانچ صحائف:۔ یسوع نے حقیقتاً کیا کہا۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اناجیل میں حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کی گئی باتوں میں سے صرف اور صرف بیس فی صد ایسے اقوال ہیں جن کے بارہ میں کہا جا سکتا ہے کہ شائد حضرت مسیح نے ایسا ہی کہا ہو گا۔

اس کتاب پر امریکہ کے بے شمار اخبارات و رسائل نے ریویو اور تبصرے شائع کئے ہیں۔ ذیل میں سینٹ لوئس (St. Louis) سے شائع ہونے والے ایک مقامی اخبار St. Louis Post Despatch کے ایک ریویو کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے جو جنوری ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اخبار لکھتا ہے:۔

بائبل پر تحقیق کرنے والے ایک گروہ نے ۸ سال تک حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشادات کی چھان پھٹک اکٹھے ہو کر کی انہوں نے یہ کہا ہے کہ اب وہ یقینی طور پر بتا سکتے ہیں کہ کون سا کلام خود حضرت عیسیٰ کا ہے اور کون سال کلام غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی بھی کسی بات کا سیدھا سادہ جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ تمثیلات میں بات کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی قیامت کے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کی اور نہ ہی کبھی اپنے آپ کو مسیحا کے طور پر پیش کیا۔

ان سکالروں کے مطابق بائبل میں دئے گئے حضرت مسیح کے اقوال میں سے شائد ۲۰ فیصد ایسے ہوں جو انہوں نے واقعی کہے ہوں۔ بائبل کے علاوہ ایک پرانی انجیل جس کو توما کی انجیل کہا جاتا ہے اور جس کو ان علماء نے اس تحقیق میں شامل کیا ہے ان کا بھی یہی حال ہے۔ یہ سکالر یسوع کے بارے میں سیمینار کے ممبر ہیں یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو ۱۹۸۵ء میں اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ عالمانہ تحقیق سے حضرت یسوع مسیح کی تلاش کی جا سکے۔

انہوں نے اپنی ساری کاوش و تحقیق ایک کتاب میں پیش کی ہے۔ جس کا نام ہے "پانچ صحائف حضرت یسوع مسیح نے حقیقتہً کیا کہا تھا" اس کتاب کو میکملن پبلشنگ کمپنی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب دسمبر میں شائع کی گئی تھی اور ایسا لگتا ہے کہ یہ خاصی متنازعہ کتاب بن جائے گی۔ کچھ پادریوں نے ان علماء پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ چرچ کی تعلیم کی جڑیں کھوکھلی کرنے والی بات ہے۔ پادریوں کی اس درسگاہ کے ۷۴ پروفیسروں، کالج کے اساتذہ، اور علمائے دین جو اس تحقیق میں شامل رہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ان کا مقصد ہرگز عیسائیت کی تعلیمات کی بے قدری کرنا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخی تحقیق نے ان کا عیسائیت پر ایمان پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ اور ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ تحقیق دوسروں کے لئے بھی ازدیاد ایمان کا باعث ہو گی۔ ان علماء میں سے سپرنگ فیلڈ مُو کے رہنے والے پروفیسر چارلس ڈبلیو ہڈرک جو ساؤتھ ویسٹ مسوری سٹیٹ یونیورسٹی میں انسٹرکٹر ہیں اور بذات خود پادری ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر میں نے اس تحقیق کے ذریعہ حضرت یسوع مسیح کو نہ پایا ہوتا تو میں شائد آج چرچ کا ممبر نہ ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ اب میرے لئے حضرت یسوع مسیح کا وجود پہلے سے زیادہ ایک حقیقت بن کر سامنے آیا ہے۔

ہیڈرک اور اس کے ساتھ محققین نے حضرت مسیح کے اقوال کو صحیح تسلیم کرنے یا ان کو چھوڑنے کے لئے مختلف ذرائع پر غور کیا۔ مثلاً انجیل لکھنے والوں کا علم دین اور ان کا تبلیغ کے لئے خاص لوگوں کی ضروریات کو مد نظر رکھنا، شروع کے زمانے میں پادریوں کی عیسائی جماعت اور یسوع مسیح کے متعلق ایک خاص تصور پیش کرنے کی اغراض، اور حضرت یسوع مسیح کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے متعلق رسمی اور رواجی عقائد کیا تھے۔

انجیلیں حضرت مسیح کی وفات کے کافی عرصہ بعد لکھی گئی تھیں۔ لیکن ان علماء کو یقین ہے کہ پہلے انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کی تمثیلیں اور کہاوتیں خلاصتہً آگے بیان کر دی ہیں لیکن وہ ان میں جو پیغام تھا اس تک نہیں پہنچ سکے تھے۔

ان علماء نے یوحنا کی انجیل میں بیان کردہ تقریباً تمام اقوال کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان اقوال میں سے بیشتر انجیل لکھنے والے کی اپنی زبان میں بیان کئے گئے ہیں جب کہ حضرت مسیح ہمیشہ تمثیلوں اور کہاوتوں میں بات کیا کرتے تھے۔

اس سیمینار نے ان تمام اقوال کو رد کر دیا ہے جن میں حضرت مسیح کی طرف خدائی کا یا مسیحا ہونے کے کردار کا دعوی منسوب کیا گیا ہے۔ رابرٹ ڈبلیو فنک جنہوں نے جیز ز سیمینار کی بنیاد رکھی تھی، اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح نے تو کہا تھا کہ "سب سے آخری پہلا ہو گا اور سب سے پہلا آخری" حضرت یسوع مسیح نے تو اپنے پیروؤں کو خبردار کیا تھا کہ وہ ہر انسان کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ انہوں نے فروتنی اور خاکساری کو چاہے وہ الفاظ کے رنگ میں ہو یا عمل کے رنگ میں سب سے افضل نیکی قرار دیا تھا اگر ان باتوں کو مد نظر رکھا جائے تو یہ تصور کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یسوع مسیح نے اپنے لئے اس قسم کے دعوے کئے ہوں گے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یا میں ہی موعود اور مقدس ہوں۔ بجز اس کے کہ انہوں نے جو بھی کہا وہ ان کے اپنے متعلق نہ تھا۔

حضرت یسوع مسیح کے زمانے کے لوگ عام طور پر اپنے ہیروز میں خدائی طاقتیں مانتے تھے۔ اور کئی علماء کا خیال ہے کہ عیسائیوں نے بھی انہی لوگوں کی تقلید کی ہے۔ یہ بات سٹیفن جے پیٹرسن نے کہی ہے یہ صاحب وبسٹر گرووز میں ایڈن تھیولوجیکل سیمنری میں انجیل کے پروفیسر ہیں۔

پیٹرسن کا کہنا ہے کہ اس زمانے میں رومن لوگ شہنشاہ سیزر کے متعلق ایسا ہی عقیدہ رکھتے تھے اور عیسائیوں نے بھی اس کے متبادل کے طور پر اپنا دعویٰ حضرت عیسیٰ کے متعلق پیش کیا۔ جب لوگ کہتے تھے کہ سیزر خدا ہے تو ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ دولت کا اور فوجوں کا خدا ہے جو رومیوں کے مفاد کا محافظ ہے۔ جب عیسائی یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح پانی پر چل کر آیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو ان لوگوں میں دلچسپی نہیں جو دنیاوی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی ایسے سیاسی نظام سے جو لوگوں کے درمیان کسی سیاسی امتیاز کو روا رکھتا ہے۔

حضرت یسوع مسیح کے اقوال کے صحیح ہونے کے متعلق بحث کوئی نئی نہیں ہے۔ ول سول جو سینٹ لوئیس میں آقی ناس انسٹی ٹیوٹ آف تھیالوجی میں انجیل کی سٹڈی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں کا کہنا ہے کہ کئی علماء جن میں جیز ز سیمینار سے تعلق نہ رکھنے والے بھی شامل ہیں اس بات پر صاد کریں گے کہ حضرت مسیح نے کبھی مسیحا ہونے کے دعوے نہیں کئے۔

سول جو خود یسوع کے بارے میں سیمینار کے ممبر نہیں ہیں ان کا کہنا ہے کہ بہت سارے قدامت پسند عیسائی سکالرز بھی اس بات کے حق میں ہیں کہ چاروں انجیلیں جن مختلف رنگوں میں یسوع مسیح کو پیش کرتی ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے۔ پیٹرسن جو کہ یونائیٹڈ چرچ آف کرائسٹ کا ممبر ہے اس کا کہنا ہے کہ اگرچہ حضرت مسیح کا کوئی قول یا کہانی تاریخی طور پر صحیح نہ بھی ہو پھر بھی یہ بہت اہم ہو سکتی ہے ہمارا مذہبی ایمان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم سطحی طور پر جو تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اس سے زیادہ گہرائی میں اتر کر اس سے ماوراء بھی دیکھیں۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ کیا یسوع مسیح خدا تھا تو بطور ایک عیسائی کے میں یقیناً کہوں گا کہ ہاں۔ لیکن بطور ایک مؤرخ کے میں کہوں گا کہ اس بات کو تاریخی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کا علم ہمیں یسوع مسیح کے ذریعے ہوا تو یہ بات میرے عقیدہ کا اعلان ہو گا۔

ہیڈرک خبردار کرتا ہے کہ یسوع کے بارے میں سیمینار نے بھی انجیل کے لکھنے والوں کی طرح یسوع مسیح کا ایک تصور پیش کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں یہ کبھی نہیں کہوں گا کہ تاریخ لکھنے والے علماء نے جس طرح حضرت یسوع مسیح کو پیش کیا ہے حضرت یسوع مسیح واقعہ میں اسی طرح تھے۔ میں نہیں جانتا کہ ہم اس شخصیت کو

باقی صفحہ ۵ پر

سید برہان احمد ناصر- ایم اے، فارسی ادبیات

برصغیر میں اسلامی افکار کا ہندوؤں پر اثر

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد جہاں ایک طرف مخلوط تہذیب و تمدن کی نشوونما ہوئی وہاں دوسری طرف اسلام کے سیدھے سادے اور پاکیزہ عقائد نے ہندو عوام کے دلوں پر بہت اثر کیا۔ اسلام کے عقیدہ توحید اور اس کے اصول اخوت و مساوات میں بڑی کشش تھی اور ہندوؤں کے صاحب بصیرت مفکرین ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی کی سلطنت کے قیام سے پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تجارتی اور ثقافتی روابط پیدا ہو چکے تھے۔ عرب تاجر بڑی تعداد میں گجرات و جنوبی ہندوستان، خصوصاً "کوچین اور مالابار کی بندرگاہوں میں آتے رہتے تھے اور ان میں سے بعض لنکا اور جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں میں مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے۔ ان مقامات میں وہ عموماً" مقامی عورتوں سے شادی کر لیتے تھے۔ چنانچہ جنوبی ہند کے موپلے انہی عرب تاجروں کی اولاد ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ اسلامی عقائد بھی جنوبی ہندوستان میں پہنچے۔ اگرچہ اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ اس ابتدائی زمانے میں ہندوؤں نے کسی جگہ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیا ہو۔ تاہم روایت ہے کہ جنوبی ہند کے راجے مسلمان علماء کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔ بلکہ ایک روایت تو یہ ہے کہ ان میں سے ایک راجہ (سامری) نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

مالابار کے مشہور فلسفی شنکر اچاریہ کی تعلیم میں، جو آٹھویں صدی کے آخر میں گزرا ہے توحید کا تصور موجود ہے۔ وہ دنیا کو مایا کہتا ہے اور صرف خدا کو حقیقی بتاتا ہے۔

پنجاب میں غزنوی سلطنت کے قیام اور بعد ازاں سلطنت دہلی کے معرض وجود میں آنے سے قدرتی طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں کو باہمی میل جول کا اور ایک دوسرے کے افکار و نظریات سے واقف ہونے کا زیادہ موقع ملا صوفی بزرگوں نے اپنی تعلیم اور اپنے پاک و صاف کردار سے ہندوؤں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ بڑی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ یہ صورت حال برہمنوں کے لئے باعث تشویش بن گئی اور انہوں نے ہندوؤں کو اپنے حلقہ اثر میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس لئے ان میں سے بعض کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وہ اسلامی عقائد کو جو ہندو عوام کے لئے خاص طور پر جاذب نظر تھے، اپنے مذہب میں اس عنوان سے سمو لیں کہ ایسا معلوم ہو کہ وہ انہیں کے قدیم مذہب کا جزو ہیں اور اسلام سے مستعار نہیں لئے گئے۔ یہ ضرور ہے کہ توحید باری تعالیٰ اور صوفیاء کے مذہب عشق و محبت کے بعض عناصر ہندو مذہب کی بعض کتابوں، مثلاً اپنشد اور بھگوت گیتا میں موجود تھے اور یہ بھی بالکل قرین قیاس ہے کہ اس زمانے میں جن ہندو مفکرین نے ان عقائد کی تعلیم دی ان میں سے سب نے نہیں تو بعض نے ایسا بربنائے یقین و خلوص کیا ہو، نہ کہ مصلحت وقت کے خیال سے۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کی اس برصغیر پر حکومت کے دوران میں ایسے خیالات کی تبلیغ اور پرچار سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ان مفکرین کی ایک غرض اسلام کے مقابلے میں ہندو دھرم کی حفاظت اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھنا تھی (یہی بات زمانہ ماضی قریب کی آریہ تحریک کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے) اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ کرشن بھگتی کی تحریک جو اس زمانے میں عام طور پر بہت ہردلعزیز ہو گئی براہ راست اسلامی تصوف سے متاثر ہوئی تھی۔ چنانچہ اس تحریک کے بانیوں کے اقوال اور صوفی بزرگوں کے ملفوظات میں نمایاں مماثلت موجود ہے۔ ان ہندو فلسفیوں اور مفکرین میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

رامانج (م۔ ۱۱۳۷ء) جو بارھویں صدی میں جنوبی ہند کے ایک بہت بڑے مذہبی مصلح اور بھگتی تحریک کے بانی تھے۔ وہ توحید کے قائل تھے۔ اور خدا کو کائنات کی روح اعظم مانتے تھے۔ جس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ ذات پات کے منکر تھے۔ رامانج کے خیالات اور تصورات کا ہندوؤں پر بہت اثر ہوا اور ان کے بعد آنے والے کئی مصلحین نے ان کی پیروی کی۔

رامانج کے جو پیروکار جنوبی ہند میں ہوئے ان میں بساوٗ کو ایک اہم مقام حاصل ہے کیونکہ اس نے ایک نئے فرقہ "لنگایت" کی بناء ڈالی۔ بساوٗ کے بعد اس کے بھتیجے چنا بساء نے اس کی تعلیم کو جاری رکھا "لنگایتی" ایک خدا کے ماننے والے تھے اور ان کے عقائد مسلمان صوفیاء سے بہت مماثل ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک عشق خدا کی تخلیق اول ہے اور بھگتی یا والہانہ جذبہ اطاعت انسانی زندگی کا حقیقی مقصد، یعنی روح اعظم سے وصال کا ذریعہ ہے۔ ترقی روح کے تین مدارج ہیں۔ پہلا دنیا سے بے تعلقی، دوسرا فنا خودی اور تیسرا خدا سے اتصال اور اس تیسری منزل میں پہنچ کر انسان کو ہر چیز میں خدا نظر آنے لگتا ہے۔ (صوفی۔ ہمہ اوست)۔ ان کے ہاں بھی ذات پات کی قید نہیں، مطلقہ اور بیوہ عورتوں کو دوسری شادی کی اجازت ہے۔ یہ مردوں کو جلاتے نہیں بلکہ دفن کرتے ہیں۔ لنگایتی تناسخ ارواح کے قائل نہیں ہیں۔ اور یہ تمام باتیں بقول ایک ہندو مفکر تاراچند کے، یقینی طور پر اپنے منبع تحریک کی نشان دہی کرتی ہیں جو اسلام ہے۔ اس زمانے کے دو ڈھائی سو سال بعد ایک اور بڑا ہندو مفکر رامانند (م۔ ۱۴۷۰ء) گزرا ہے۔ وہ الہ آباد میں پیدا ہوا۔ اس نے وشنو بھگتی تحریک کو بہت فروغ دیا اور ذات پات کے امتیازات کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے نزدیک بھی عبادت یا پوجا کا حق ہر انسان کو حاصل ہے۔ چنانچہ خود اس کے پیروکاروں میں نائی۔ چمار، جولاہے اور ان سب ذاتوں یا پیشوں کے انسان شامل تھے جنہیں اس معاشرے میں کم تر خیال کیا جاتا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ نامور کبیر (م۔ ۱۵۱۸ء تھا جس کے دوھے آج بھی زبان زد خلائق ہیں۔ رامانند نے بعض باتوں میں رامانج سے اختلاف کیا مگر بحیثیت مجموعی اس کی تعلیم رامانج ہی کے زاویہ فکر پر مبنی تھی۔ اس کے پیرو دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے جن میں سے ایک قدامت پسند تھا اور بالعموم ہندوانہ رسم و رواج کا پابند رہا۔ اس جماعت کا بڑا نمائندہ تلسی داس تھا اور دوسرا فرقہ نسبتاً آزاد خیال تھا جس کا نمائندہ کبیر تھا۔ کبیر کی یہ کوشش تھی کہ اسلام اور ہندو مذہب کے امتزاج سے ایسا فرقہ بنایا جائے جو دونوں مذاہب کے لوگوں کے لئے قابل قبول ہو۔

اسی زمانے کے ایک بہت بڑے مذہبی رہنما باباگورونانک تھے جو ننکانہ صاحب (جو اس وقت تلونڈی کہلاتا تھا) کے ایک کھتری مہتا کالو چند کے ہاں ۱۴۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور بڑے ہو کر اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر ہوئے ۳۰ سال کی عمر میں انہوں نے گھر بار چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ انہوں نے کئی صوفی بزرگوں سے ملاقاتیں کیں۔ وہ اسلامی عقائد کے بہت معترف اور مداح تھے۔ انہیں دعویٰ تھا کہ ان پر وحی آتی ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بابا گورونانک نے اسلام کو اپنا اسوۂ حیات بنایا اور ان کی تعلیمات اس حقیقت میں گہرے طور پر رنگی ہوئی ہیں۔ ان کے ماننے والے سکھ کہلاتے ہیں۔

اسی مکتب خیال کا ایک اہم مفکر دادو دیال تھا جو اکبر کے زمانہ میں تھا۔ بعد میں بھی ہندوؤں میں ایسے شخص پیدا ہوتے رہے جنہوں نے رامانج اور رامانند کی تعلیم کو عام کیا اور مسلمانوں اور ہندوؤں میں مذہبی خلیج کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ان میں بنگال میں چتنیہ سوامی، مہاراشٹر میں رامدیون، راجپوتانے میں میرا بائی اور دکن میں باسو وغیرہ نے اس تحریک کو فروغ دیا۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عربوں کے سندھ پر حملے سے لے کر مغل دور تک برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی بدولت بہت ساری نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ حکومت کا نظم و نسق بہتر ہو گیا۔ مقامی باشندوں سے بلا امتیاز مذہب و ملت سلوک برتا گیا۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کے موثر انتظامات کئے گئے اور انہیں حکومت کے مختلف شعبوں میں ملازمتیں دی گئیں۔ جگہ جگہ عدالتیں قائم کر کے انصاف کو عام کیا گیا۔ جب عرب سندھ میں آئے تو انہوں نے مقامی باشندوں کے ہاں شادیاں کیں اور عربی رسم و رواج لباس اور زبان کا رواج ہوا۔ شہری زندگی کی طرف لوگوں کا میلان بڑھا۔ بعد میں فارسی زبان و ادب نے اس خطے میں اپنا رنگ جمایا اور مہذب لوگوں کی تہذیب و تمدن کا اہم حصہ بن گئی۔ سنسکرت کی کتابوں کے فارسی زبان میں تراجم ہوئے جن سے مسلمانوں نے ہندوؤں کے بعض قدیم علوم مثلاً نجوم اور حساب وغیرہ سے مزید آشنائی حاصل کی۔ اور اس طرح برصغیر میں ایک مشترکہ تہذیب کی بنیاد پڑی جو آگے چل کر مغل حکمرانوں کے دور میں اپنے متہائے کمال کو پہنچ گئی۔

بقیہ صفحہ ۴

کبھی بھی اصل صورت میں دیکھ سکیں گے۔ لیکن ہم اس تاریخی شخصیت کے متعلق اب زیادہ یقین کے ساتھ کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی بات بہت اہم ہے۔ کیونکہ حضرت یسوع مسیح کے تصور کا چرچ کے وہمی عقائد میں تحلیل ہو جانا ہر وقت بہت آسان ہوتا ہے اور پھر ہر کوئی اپنی مرضی کے مطابق اس کی تشریح اور تفسیر کر سکتا ہے۔

یادرفتگان

حمیدہ خاتون رازی

مکرم میاں امام دین صاحب

بزرگوں کے ذکر خیر سے ان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے میرے اور رازی صاحب کے دادا جان مکرم میاں امام دین صاحب کا ذکر خیر جو کہ میرے والد صاحب مکرم حافظ محمد عبداللہ کی خود نوشت تحریر ہے۔ ان کی ایک ڈائری سے ماخوذ انہیں کی زبانی سنئے میرے والد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب مکرم میاں امام دین صاحب ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت سادہ' کھرے اور اللہ لوگ انسان تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار' شرع کے پابند' صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ صاف گو' رحم دل' انصاف پسند' سچائی پسند' غرض ایک نیک دل اور خدا رسیدہ انسان میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ تمام ان میں موجود تھیں۔ پنجوقتہ نماز نہایت التزام سے پڑھتے اور تہجد بلا ناغہ پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ نماز اشراق و چاشت بڑی باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔

والد صاحب مکرم میاں امام دین کی زبانی سنا تھا کہ میرے دادا جان مکرم الٰہی بخش صاحب دریا کے کنارے دانیوال گاؤں آکر آباد ہوئے۔ وہاں ان کی زمینیں بھی تھیں اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر فصلوں کا معائنہ کرتے تھے۔ دریا کی بے پناہ طغیانی سے جب یہ گاؤں بالکل نیست ونابود ہو گیا تو وہاں کے سب لوگ دادا جان سمیت ارگرد کے گاؤں میں آباد ہو گئے۔ اس گاؤں کا نام گھلن تھا۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے رہائش کے لئے اچھی جگہ میسر تھی اور فصلی زمینیں بھی تھیں جو کہ پاکستان بننے تک ہمارے پاس رہیں۔

دادا جان بھی نماز روزہ کے بہت پابند تھے انہوں نے اپنے بچوں میں چھوٹی ہی عمر میں نمازوں میں باقاعدگی اور نماز تہجد کی عادت ڈالی۔ ان کی عادت تھی کہ وہ اپنے پاس مٹھائی رکھ لیتے تھے پہلے بچے نماز ادا کرتے پھر وہ ان میں مٹھائی تقسیم کرتے۔ والد صاحب کی کم سنی میں ہی دادا جان مکرم الٰہی بخش صاحب کی وفات نماز ظہر میں سجدہ کی حالت میں ہوئی۔ پھر میری دادی جان نے اپنے بیٹے میاں امام دین صاحب کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا نہایت ہی احسن اور نیک دعاؤں سے ان کی تربیت کی۔ یہی وجہ تھی کہ والد صاحب نیکی کا مجسمہ تھے۔

میں نے اپنی زندگی کے ابتدائی ٢٠ سال ان کی زندگی میں گزارے ہیں۔ والد صاحب کو کبھی ایسے کاموں میں "جو اللہ نے منع کئے ہوں" حصہ لیتے نہیں دیکھا گیا' اور نہ ہی کبھی ان کے منہ سے گالی یا کوئی قبیح لفظ اپنی اولاد یا دیگر افراد کے لئے نکلتے سنا تھا۔ ہمیشہ سے سچ بولنے اور نیک کام کرنے کی تلقین کرتے' نہایت ہی جفاکش تھے' مستقل مزاج اور کسی کام کو ادھورا نہیں چھوڑتے تھے۔

چونکہ والد صاحب کو دینی تعلیم سے زیادہ رغبت تھی اس لئے انہوں نے میرے ہوش سنبھالتے ہی قرآن شریف حفظ کرنے کے لئے ایک حافظ کی خدمت میں پیش کیا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ والد صاحب اپنی اولاد (تینوں بیٹوں اور ایک بیٹی) کو دنیاوی اعلیٰ تعلیم بھی دلانا چاہتے تھے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے والد صاحب نے ہم سب کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کی طرف راغب کیا۔

والد صاحب مکرم میاں امام دین صاحب ایک صاحب ایمان کی شان سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ روحانیت میں خاص درجہ رکھتے تھے۔ بعض واقعات ان کی زندگی سے ایسے تعلق رکھتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعا کو قبولیت کا درجہ حاصل تھا۔ احمدیت سے قبل آپ کے ایک بزرگ پیر بہادر علی صاحب جو کہ گجر قوم سے تھے۔ صاحب حیثیت زمیندار تھے۔ اپنے مریدوں پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالتے تھے۔ والد صاحب سے وہ ایک عاشقانہ محبت رکھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "میرا صرف ایک روحانی بیٹا میاں امام دین ہے" والد صاحب بھی اطاعت میں دل و جان سے ان پر شیدا ہوتے تھے۔ کئی دفعہ والد صاحب گھر میں بیٹھے اپنا کام کاج کر رہے ہوتے تھے یکایک وہ اپنے پیر صاحب کے ملنے کی خاطر چل پڑتے تو پیر صاحب فرماتے کہ میاں صاحب میں نے آپ کو ابھی یاد ہی کیا تھا اور ملاقات کو دل چاہتا تھا۔ آپ آ گئے اچھا ہوا۔

پیر صاحب کی وفات کے بعد وہاں کے لوگوں نے والد صاحب کو پیر ماننا شروع کیا چونکہ آپ بہت دعا گو تھے آپ خود نذرانہ نہ لیتے تھے بلکہ دینے والوں کو کہتے کہ خود جا کر غریبوں کو دیں۔ آپ کی وفات کے بعد ہر سال آپ کی برسی پر دیگیں پکا کر غریبوں میں کھانا تقسیم کیا جاتا اور راہ گیر مسافر بھی اس سے حصہ پاتے۔

آپ کی وفات کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے ستمبر ١٩١٨ء میں انفلوانزا کی بیماری عالم گیر تھی اس بیماری میں میری نہایت ہی نازک حالت تھی۔ والدہ نہایت ہی غمگین اور پریشانی کی حالت میں رہتی تھیں' والد صاحب فرماتے کہ غم کیوں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت دے گا۔ وہ قادر خدا ہے ہمارا اسی پر بھروسہ ہے۔ چنانچہ چند یوم کے بعد والد صاحب پر اسی بیماری کا حملہ ہوا لیکن میری نازک حالت رو بصحت ہونے لگی اور والد صاحب کی حالت دن بدن نازک صورت اختیار کر گئی۔ چند یوم کے بعد والد صاحب اپنی زندگی کے تقریباً اسّی سال پورے کر کے اکتوبر ١٩١٨ء میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔

بقیہ صفحہ ١

والے حالات بوسنیا میں پیش آرہے ہیں۔

ایک بوسنین احمدیؐ سے جن کا نام ابراہیم ہے حضرت صاحب نے گفتگو فرمائی اور پوچھا کہ آپ کب احمدی ہوئے۔ اس پر حضرت صاحب کو بتایا گیا کہ یہ لوگ ایک ماہ پہلے احمدی ہوئے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ نے احمدی ہونے سے پہلے احمدیت کے بارے میں تحقیقات مکمل کر لی تھی۔ کیا پورا مطالعہ کر لیا تھا۔ یا صرف احمدیوں کے اچھے اخلاق دیکھ کر ہی آپ احمدی ہو گئے۔

حضرت صاحب کے سوال کے جواب میں بوسنین صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ احمدی تمام مسلمانوں سے برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کے جذبات بہت نیک ہیں۔ میں سب احمدیوں کو دین حق کا سچا پیروکار سمجھتا ہوں۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ بوسنین مسلمان عموماً اسلام کے مسائل سے نابلد ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ لمبا عرصہ اس ملک میں مذہبی خیالات کا اظہار جرم تھا۔ مگر پھر بھی میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ بوسنین احمدیوں کو دین حق کا کس قدر علم ہے تا کہ جب ان سے دیگر احباب ملیں تو وہ ان کو احمدیت کے بارے میں بتا سکیں۔

اس بوسنین احمدی نے عرض کیا کہ میں احمدی ہوں میں قرآن عظیم الشان کو مانتا ہوں مجھے اپنی آنکھوں پر پورا یقین ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ سچ ہے۔ احمدی دین حق کے حقیقی پیروکار ہیں۔ مجھے اور کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا آپ نے بالکل وہی بات کہی ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ سنی سنائی بات آنکھوں دیکھی بات کے برابر نہیں ہے۔

بوسنین احمدی صاحب نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ احمدی قرآن پڑھتے ہیں۔ میرے والد بہت مذہبی آدمی تھے وہ قرآن پڑھا کرتے تھے۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ کونسا راستہ صحیح ہے اور کونسا غلط ہے۔

ایک اور بوسنین احمدی صاحب جو سرخ ٹوپی پہنے ہوئے تھے' ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ایک ہفتہ قبل احمدی ہوئے ہیں۔ ان کے میزبان نے بتایا کہ یہ مجھ سے بڑے ناراض ہوئے کہ جب دوسروں کو بیعت کروانے لے گئے تو مجھے کیوں ساتھ نہیں لے گئے۔

ایک بوسنین احمدی خاتون نے سوال کیا کہ میں جانتی ہوں کہ ٧٣ فرقے ہیں۔ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ کونسا فرقہ سچا ہے۔

حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا یہ ٧۔ ملین ڈالر کا سوال ہے (یعنی بہت اہم سوال ہے) ایک شخص جو اپنی تمام زندگی ایک فرقے میں گزارتا ہے۔ وہ اگر ساری زندگی اس سوال کا جواب ڈھونڈتا ہے تب بھی شاید اس کا صحیح جواب حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب دو طریق سے دیا جا سکتا ہے اول اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ دعا کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

بقیہ صفحہ ٣

تعالیٰ ہمیں اب بیٹی کی نعمت سے نوازے۔ چنانچہ دوسرے بیٹے کی ولادت کے دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے ١٦ جولائی ١٩٩٣ء بروز جمعۃ المبارک ہمیں بیٹی عطا فرمائی یہ بچی بغیر آپریشن نارمل صورت میں پیدا ہوئی اور پہلے بچوں کی پیدائش کے موقع کی نسبت اس دفعہ خدا تعالیٰ نے ہمیں بہت سی مشکلات اور پریشانیوں سے بھی محفوظ رکھا۔ یہ سب سراسر الٰہی تحریک وقف نو کی برکت کا ہی نتیجہ تھا۔"

(از وکالت وقف نو)

★ ☆ ★ ☆ ★

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مکرم ملک عبد القادر صاحب کے صاحبزادے ملک عبد الرؤف صاحب مقیم کینیڈا کا نکاح مکرم مولانا ملک منصور احمد صاحب عمر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے عزیزہ مہوش عمر صاحبہ دختر مکرم میجر عبد الحفیظ عمر صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر بیت الحمد راولپنڈی میں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ فریقین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے خیر و برکت اور ثمرات حسنہ کا موجب بنائے۔

○ مکرم سید منور حسین شاہ صاحب ابن مکرم سید منیر حسین شاہ صاحب چک نمبر ۲۰ ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کا نکاح ہمراہ عزیزہ محترمہ سیدہ ساجدہ قمر صاحبہ بنت مکرم سید عبد الستار شاہ صاحب ڈھل گیرڈ کھاریاں ضلع گجرات مورخہ ۱۴۔ جنوری ۹۴ء کو محترم عبد الواسع صاحب عابد مربی سلسلہ گجرات شہر نے مبلغ دس ہزار روپے حق مہر احمدیہ بیت الحمد گیرڈ ضلع گجرات میں پڑھا اور دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔

تقریب رخصتانہ

○ مکرم شیخ نصیر احمد صاحب دہرہ ابن مکرم شیخ منیر احمد صاحب دہرہ ساکن گلگشت ملتان کا نکاح ہمراہ مکرم افشاں رؤف صاحبہ بنت مکرم شیخ رؤف احمد صاحب ساکن ملتان مورخہ ۹۴-۳-۲۴ ملتان میرج کلب میں مکرم ڈاکٹر محمد شفیق صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان نے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اور رخصتی کے وقت مکرم حکیم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔

مورخہ ۹۴-۳-۲۵ بعد جمعہ مکرم شیخ تنویر احمد صاحب برادر اکبر مکرم شیخ نصیر احمد صاحب کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام ملتان میرج کلب ملتان میں کیا گیا جس میں بکثرت احباب جماعت ملتان نے شرکت کی۔ آخر پر مکرم ڈاکٹر محمد شفیق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع و شہر ملتان نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ احباب کی خدمت میں رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم رانا محمد قاسم صاحب دار العلوم غربی نمبر ۱ ربوہ کے ماموں رانا داؤد احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹیوں کے بعد محض اپنے فضل سے ۱۱۔ جنوری ۹۴ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نو مولود کا نام "سکندر خان" تجویز ہوا ہے۔ نو مولود مکرم چوہدری غلام رسول صاحب آف گونٹھ مصطفیٰ آباد فارم کا پوتا اور چوہدری صوبہ خان صاحب کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد شفیع مہار مورخہ ۲۵۔ مارچ ۹۴ء کو سول ہسپتال گوجرانوالہ میں وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم رانا مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی روز آبائی قبرستان چندر کے منگولے ضلع نارووال میں تدفین عمل میں آئی۔
آپ کے ایک بیٹے بشیر احمد نیر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ہیں۔
احباب سے آپ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نمایاں کامیابی

○ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم احمد محمود قریشی ابن مکرم محمد رشید قریشی صاحب نے پنجاب یونیورسٹی کے تحت اکتوبر ۹۳ء میں منعقد ہونے والے ایک سالہ
Post Graduate Diploma in Statistic and Computer Programming
میں ۸۸% نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے قبل آپ نے ایم ایس سی۔ ریاضی میں ایف سی کالج لاہور سے اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ آپ مکرم قریشی محمد نذیر ملتانی (وفات یافتہ) پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کے بڑے پوتے اور سید میاں ولی محمد شاہ صاحب (وفات یافتہ) آف شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ کے نواسے ہیں۔ احباب جماعت سے مزید اعلیٰ کامیابیوں کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم مرزا سلطان بیگ صاحب نے جو مقامی کالج میں F.Sc کے طالب علم ہیں نے این سی سی ٹریننگ کیمپ ۹۳ء (آل پنجاب) منعقدہ شیخوپورہ میں شرکت کر کے پورے پنجاب میں اول پوزیشن حاصل کر کے "بیسٹ فائرر آف آل پنجاب" کی شیلڈ کے مستحق قرار پائے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک فرمائے۔

○ عزیز مکرم سعد محمود ابن مکرم ریاض محمود صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے امسال سالانہ امتحان کلاس ہفتم ماڈرن ایجوکیشن سنٹر ربوہ میں ۹۰۰/۷۸۱ نمبر لیکر اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیز سعد محمود مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب وڑائچ قاضی دار القضا ربوہ کا نواسہ اور چوہدری شہباز خان صاحب باجوہ آف چونڈہ کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید کامیابیوں سے نوازے۔

داخلہ دینیات کلاس

○ عائشہ دینیات کلاس کا داخلہ شروع ہے اور اس کے لئے ۱۰۔ اپریل تک درخواستیں مطلوب ہیں۔ میٹرک پاس، ایف اے اور بی اے پاس طالبات داخلہ کے لئے درخواستیں بھجوائیں۔ دیگر تفصیلات اور کوائف پرنسپل سے معلوم کریں۔ خیال رہے کہ یہ کلاس مہمان خانہ مستورات (بیرکس) میں جاری ہے۔

(پرنسپل عائشہ کلاس)

میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ متوجہ ہوں

۱۔ امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلبہ کے انٹرویو کی تاریخ کا اعلان عنقریب اخبار الفضل میں کر دیا جائے گا۔

۲۔ جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار، دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جنہوں نے اس سال میٹرک کا امتحان دینا ہے یا دے رہے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھتے ہیں وہ مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے اپنی درخواست وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں تا کہ انٹرویو سے پہلے ضروری کارروائی مکمل کی جائے۔
درخواست پر والد / سرپرست کے دستخط بھی ضروری ہے۔

۳۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۴۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵% نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم۔ اور F.A پاس طلبہ کے لئے عمر کی حد ۱۸ سال مقرر ہے۔

۵۔ میٹرک کے امتحان کے بعد خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس میں شامل ہوں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

عطیہ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

M.T.A
کی نشریات بالکل صاف اور واضح دیکھنے کیلئے
مضبوط اور معیاری مکمل ڈش انٹینا
امپورٹڈ ریسیور کے ساتھ
۹۵۰۰ روپے میں
ٹی وی پوائنٹ
بالمقابل تھانہ کوتوالی فیصل آباد
فون: ۲۰۸۰۶ رہائش ۶۸۰۲۷۳

احمد برادرز
• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج • گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر وغیرہ
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: ۴۲۰۹۵۸
۸۴۱۰۴۵

خبریں

ربوہ : 6- اپریل- گذشتہ روز کی بارش سے سردی کا احساس ہے۔ درجہ حرارت کم از کم 10 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 32 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی کابینہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ مردم شماری فول پروف اور شفاف انداز میں کرائی جائے گی۔ اور اس سلسلے میں چاروں صوبوں کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ اور فوج کی مدد بھی لی جا سکتی ہے۔ البتہ نئے فارم کی تیاری میں ایک سال لگے گا۔ کابینہ کے اجلاس میں بتایا گیا کہ گذشتہ برس ۱۹ اکتوبر کو زرمبادلہ کے ذخائر ۳۳۸ ملین تھے جو اس سال ۳۱۔ مارچ تک بڑھ کر ۱ء۸۹۷ بلین ہو گئے جو اقتصادی استحکام کا مظہر ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس سلسلے میں آئی۔ ایم۔ ایف کا ہدف پورا کر لیا گیا ہے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ معاشرے سے رشوت اور دیگر سماجی برائیوں کے خاتمے کے لئے عوام اور عوامی نمائندوں کو مل کر کوشش کرنا ہو گی۔ انہوں نے بتایا کہ بلدیاتی اداروں کا نظام تبدیل کر کے انتخابات کرائے جائیں گے۔ ملازمتیں یونین کونسل کی سطح پر مساوی طور پر تقسیم کی جائیں گی۔

○ ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان ممتاز احمد نے بھی اپنا استعفیٰ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری کو پیش کر دیا ہے۔ استعفیٰ دینے کی اصل وجوہات کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا۔

○ مستعفی ہونے والے اٹارنی جنرل پاکستان فخرالدین جی ابراہیم نے کہا ہے کہ حکومت رابطہ کر رہی ہے مگر میں استعفیٰ واپس نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا سرحد اسمبلی کے مقدمہ میں شریف الدین پیرزادہ کو وکیل مقرر کر کے جمہوری حکومت نے غیر جمہوری کردار ادا کیا ہے اور اس میں میری توہین ہوئی ہے۔ یہ مجھ پر عدم اعتماد کے مترادف تھا۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید نے اعلیٰ امریکی حکام کو بتایا ہے کہ پاکستان یک طرفہ طور پر ایٹمی پروگرام میں تبدیلی کر کے کبھی اپنی سلامتی کا سودا نہیں کرے گا۔

○ سوئی سے کراچی جانے والی گیس پائپ لائن پھٹ جانے سے سوئی گیس پلانٹ کے اطراف میں زبردست آگ لگ گئی۔ شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ انتظامیہ نے پلانٹ کے ارد گرد ۲۰ کلو میٹر کا علاقہ خالی کروانے کا اعلان کر دیا۔ تمام ایجنسیوں کو الرٹ کر دیا گیا۔ چھ گھنٹے کی مسلسل جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پا لیا گیا۔ اور کراچی کے سوا بقیہ تمام ملک کو گیس کی سپلائی بحال کر دی گئی۔

○ بھارت کے دورے پر آئے ہوئے فرانسیسی وزیر خارجہ نے فرانس کی طرف سے مسئلہ کشمیر پر بھارتی موقف کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

○ بھارت نے اس سال سارک سربراہ کانفرنس کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور موجودہ سربراہ بنگلہ دیش کو اس کے متعلق مطلع کر دیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے قرار دیا ہے کہ وزیراعظم کا پلاٹوں کا کوٹہ بہت قابل اعتراض ہے صوابدیدی کوٹے سے الاٹمنٹ کے بارے میں اگر کوئی قانون نہ بنا تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ وزیراعظم کی سی ڈی اے میں کوئی پوزیشن نہیں۔ وفاقی حکومت کے پاس صرف رولز وضع کرنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ یہ ریمارکس پلاٹ کیس پر مسٹر جسٹس ٹوانہ کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی درخواستوں پر کی جانے والی سماعت کے دوران ہائی کورٹ ججوں نے دئے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے کہا ہے کہ صوبائی کابینہ کا رہائشی سکیموں میں صوابدیدی کوٹے کی بحالی کا فیصلہ توہین عدالت ہے اور ایسا فیصلہ کرنے والوں کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے فاضل عدالت نے صوابدیدی اختیار کالعدم قرار دینے کا جو فیصلہ دیا تھا اس پر اپیل ابھی زیر سماعت ہے۔ سنگل بنچ کے فیصلے کو معطل نہیں کیا گیا۔ اس لئے کابینہ کا فیصلہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔

○ گورنر پنجاب چوہدری محمد الطاف حسین نے کہا ہے کہ سیاسی اور اقتصادی نظام مستحکم ہے مگر اپوزیشن رسی تڑوانے کی کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا میرا عہدہ غیر سیاسی ہے مگر ارد گرد سے آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ وزیر اعلیٰ سے تعلقات مبالغہ کی حد تک خوشگوار ہیں۔ وہ میری کوئی سفارش نہیں ٹال سکتے۔

○ صوبائی قائد حزب اختلاف میاں نواز شہباز شریف نے کہا ہے کہ میری کوششوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب ہاؤس چاہے گا تبدیلی آجائے گی۔ اپوزیشن کے ۱۰۳۔ ارکان کو ترقیاتی فنڈز جاری نہیں ہوئے۔ تو وٹو ہم سے تعاون کی توقع کس طرح کر رہے ہیں۔

○ سندھ کے دو وزراء نے فوج مزید چھ ماہ صوبے میں رکھنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ صوبے کے حالات اچھے نہیں فوج کے قیام کی مزید ضرورت ہے انہوں نے الزام لگایا کہ اپوزیشن نے قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے خلاف منصوبہ بنایا ہے جس کے تحت نواز شریف پیسہ، اجمل خٹک ہتھیار مہیا کریں گے اور ایم کیو ایم ان ہتھیاروں کو استعمال کرے گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے قریب گستاخی رسول کے ملزموں پر فائرنگ کر کے ایک کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا گیا۔ گوجرانوالہ کے مشہور سلامت مسیح کیس میں ملوث افراد تاریخ سے فارغ ہو کر واپس جا رہے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار تین افراد نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ایک شخص منظور مسیح ہلاک اور سلامت مسیح اور جان مسیح شدید زخمی ہو گئے۔

○ برصغیر پاک و ہند کے مشہور قوال حاجی غلام فرید صابری کراچی میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۶۳ برس تھی۔

○ پاکستان میں بوسنیا کی سفیر مسز ساجدہ سلاجک نے کہا ہے کہ پاکستان کے سوا کسی ملک نے بوسنیا کی مدد نہیں کی۔

○ ۱۹۷۷ء کے سیاسی اتحاد پی۔ این۔ اے۔ کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور نے کہا کہ اصغر خان اور نسیم ولی خاں نے کہا تھا کہ سمجھوتہ نہ کریں مارشل لاء لگنے دیں۔ نوبزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ پی این اے اور پیپلز پارٹی میں معاہدہ طے پا گیا تھا صرف دستخط ہونا باقی تھے کہ بلاجواز مارشل لاء مسلط کر دیا گیا۔

○ قائد حزب اختلاف محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت بھٹو ازم کا پرچار کر کے فوج کو بدنام اور عدلیہ کو ذلیل کر رہی ہے۔ مہنگائی سے عوام کی چیخیں نکل گئی ہیں۔

○ سپریم کورٹ کے سابق جج اور حقوق انسانی کے ممتاز علمبردار جسٹس (ریٹائرڈ) دراب پٹیل نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کو اعتماد میں نہ لیا گیا تو حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے ذمہ دار بھی ناعاقبت اندیش سیاست دان ہی تھے۔

○ اے۔ این۔ پی۔ کے مرکزی صدر سینیٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ بے نظیر عنقریب حکومت چھوڑ کر ملک سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گی۔

○ امریکی وزیر دفاع نے کہا کہ شمالی کوریا نے دو ایٹم بم بنا لئے ہیں اور تیسرے کی تیاری کر رہا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں راجوڑی اور پونچھ میں ۲ فوجی کیمپوں پر مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کیا جس سے ۳۔ فوجی ہلاک اور ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی۔ ایک دوسرے حملہ میں ۴۔ فوجی ہلاک اور ۳۔ شدید زخمی ہو گئے۔

○ پی۔ ایل۔ او کے سربراہ یاسر عرفات نے کہا ہے کہ انتہا پسند اسرائیلی معاہدے کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔

○ اسرائیل کے ریزرو فوجی افسروں نے پی ایل او سے مذاکرات منسوخ کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔

○ افغانستان کے لئے اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی محمود مستیری نے کہا ہے کہ وہ اگلے چند روز میں افغانستان کے لئے امن منصوبہ کا اعلان کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

○ ہالینڈ کی فضائی کمپنی کے۔ ایل۔ ایم۔ کا ایک طیارہ گر کر تباہ ہو گیا۔ جس سے ۳ افراد ہلاک اور ۷ ازخمی ہو گئے۔

○ وزیراعظم افغانستان حکمت یار نے مستقل جنگ بندی سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ صدر ربانی استعفیٰ دے کر عام انتخابات کروائیں تو وہ سمجھوتے پر دستخط کر دیں گے۔

ڈرمیکسو کریم

خارش، داد، چنبل، اگزیما، زخم، پھوڑے، پھنسیاں نیز بھلبھری کے علاوہ کیڑا کاٹ جانے یا جلد جل جانے کے لئے بھی مفید ہے۔

میڈیکل سٹورز سے بھی دستیاب ہے۔

بھٹی ہومیو پیتھک کلینک

رحمت بازار۔ اور دار الیمن ربوہ

ھُوالشّافی

پینز کیوریٹو سمیل

Pains Curative Smell

سر سے لیکر پاؤں تک ہر قسم کے دردوں کے فوری علاج کیلئے حسبِ ضرورت سونگھیں۔

(پیٹ درد کے لئے ڈائجسٹ کیوریٹو سمیل Digest Curative Smell اور دردِ دل کیلئے ہارٹ کیوریٹو سمیل Heart Curative Smell زیادہ مفید ہیں۔)

قیمت :- فی سمیل 20.00 روپے، روزمرہ کی سات کیوریٹو سمیلز خوبصورت پرس میں 150.00 روپے (علاوہ ڈاک خرچ 10.00 روپے)

ایکسپورٹ کوالٹی :- فی سمیل :- پانچ ڈالر $5 مکمل پرس چالیس ڈالر $40 (ترقی پذیر ممالک کیلئے علیحدہ ریٹ)

موجد :- ھومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان

فون :- سیلز 211283 ہیڈ آفس 771 کلینک 606